VFAST Transactions on Islamic Research
https://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2024, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 12, Number 2, July-December 2024 pp:139-158

A Research and Critical Analysis of Julius Wellhausen's Thoughts and Views on the "Story of Gharaniq"
قصہ غرانیق سے متعلق جولیس ولہاوزن کے افکار و نظریات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Safia*[1], Dr. Aliya Javed [2],Dr. Badshah Rehman[3]
*[1]PhD scholar, Department of Islamic studies, University of Malakand.
[2] Lecturer, Department of Islamic studies, University of Malakand.
[3]Associate professor, Department of Islamic studies, University of Malakand.

ARTICLE INFO

Keywords
Gharaniq, Satanic Verses, Prophet Muhammad (peace be upon him), Julius Wellhausen, Political compromise, Polytheists of Makkah, Tarikh al-Tabari.

***Correspondence Author**
109safia@gmail.com

DOI: 2097.vfast-tir.v12i2/21015.10

Article History
Received
November 14, 2024
Accepted
December 20, 2024
Published
December 31, 2024

ABSTRACT

The story of Gharaniq, also known as the "Story of the Cranes" or "Satanic Verses," is a controversial and fabricated narrative alleging that the Prophet Muhammad (peace be upon him) was momentarily influenced by Satan, causing him to recite words praising pagan idols during revelation. Orientalists, like Julius Wellhausen, have used this story to criticize Islam and the Prophet, portraying it as a political compromise with the polytheists of Makkah. However, scholars and hadith experts unanimously reject the narrations from Tarikh al-Tabari about this incident, citing their weakness, inconsistency, and unreliability. The story is considered fabricated (Mawdu') and baseless, with no credible foundation in Islamic tradition. Attempts to propagate it are rooted in falsehood and hold no significance, as the integrity of the Quran and the Prophet (peace be upon him) remains firmly established.

قصہ غرانیق کی بنیاد ایک ایک متنازع اور مشکوک روایت پر ہے جسے اسلامی روایات میں زیادہ تر ناقابلِ اعتماد سمجھا گیا ہے، لیکن مستشرقین نے اسے خاصی اہمیت دی ہے۔ اس واقعے کے مطابق، نبی کریم ﷺ نے سورہ النجم کی تلاوت کے دوران لات، عزیٰ اور منات کے بارے میں ایسے الفاظ ادا کیے جو بظاہر ان بتوں کی شفاعت کی تائید کرتے تھے۔ بعد میں جبریلؑ نے آکر وضاحت کی کہ یہ الفاظ وحی کا حصہ نہیں تھے بلکہ شیطان نے نبی ﷺ کی زبان پر ڈال دیے تھے۔ محدثین اور علماء کی اکثریت اس واقعے کو ناقابلِ قبول قرار دیتی ہے اور اسے قرآن کی حفاظت اور عصمتِ انبیاء کے اصولوں کے خلاف سمجھتی ہے مگر حسب عادت مستشرقین نے اسے بڑھا چڑھا کر اپنے مزعومہ مقاصد کے لیے استعمال کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کے پیغام میں ابتدائی کمزوری یا سیاسی مفاہمت کی علامت کے طور پر پیش کیا۔ مستشرقین کے لیے یہ واقعہ اس نظریے کو بھی تقویت دیتا تھا کہ نبی کریم ﷺ پر وحی کے بجائے بیرونی اثرات بھی اثرانداز ہو سکتے تھے، لہٰذا انہوں نے اس روایت کو بارہا اپنی تحقیقات اور مباحث میں نمایاں حیثیت دی۔ ان میں ایک جرمنی مورخ جولیس ولہاوزن بھی ہیں ۔ انہوں نے اس واقعے کو ایک مشرکین مکہ کے ساتھ معاذاللہ رسول اللہ ﷺ کی سوچی سمجھی مفاہمت کے طور پر پیش کیا جو قبل از وقت تھا۔اسی لیے واپس لے لیا گیا۔

مستشرق جولیس ولہاوزن(1844۔ 1918ء) مغربی دنیا کا مشہور اور معتبر محقق، مؤرخ اور ماہر علم الہیات ہے۔ یہ جرمنی میں رہنے والا یہودی عہد نامہ قدیم کا عالم تھا۔ بائبل کی تاریخ پر کافی کام کرنے کے بعد تاریخ اسلام کی

The Creative Commons Attribution 4.0 International license

طرف متوجہ ہوا ۔"قدیم اسلام کے سیاسی و مذہبی احزاب:خوارج و شیعہ"،"سلطنت عرب اور اس کا سقوط (خاندان بنو امیہ کا عروج و زوال1902ء"(تاریخ کی مشہور کتابیں ہیں۔ اسلامی تاریخ کے علاوہ سیرت النبیﷺ پر بھی اس نے دو کتابیں" محمد مدینہ میں"،"مدینہ قبل از اسلام" لکھیں جو جرمنی زبان میں ہیں۔

جولیس ولہاوزن نے انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا میں اپنے مضمون Muhammedanism" "[1] میں سیرت النبی ﷺ کے تحت آنحضرتﷺ کی حیات مبارکہ کے ہر پہلو کو نشانہ تنقید بنایا ہے اور بغیر تحقیق کے ہر چیز کو تعصب کی نگاہ سے دیکھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی سیرت نگاری کامقصد ہی بد نیتی پر مبنی ہے۔ اس محقق مؤرخ نے سیرت النبیﷺ پر قلم اٹھاتے وقت جانبداری سے کام لیا ہے۔

جولیس ولہاوزن نے قصہ غرانیق کے بیان کی تمہید میں لکھا ہے:

“Mohammed, who remained in Mecca, naturally made every effort to heal the breach with his townsmen, and, as naturally, the latter met him half-way. He even went so far as to take the edge from his monotheism”.

”So far as can be gathered, it was at this time that the opposition between Mohammed and his townsmen reached its highest pitch. The feeling that he had somewhat committed himself embittered him; he was determined to atone for his previous concessions to polytheism by uncompromising polemic against it. A personal element, which had lurked from the first in the war of principles, became by degrees increasingly dominant.” [2]

" محمد(ﷺ) اپنے قوم کے ساتھ دشمنی کو طبعا کم کرنے کے ہر ممکن کوشش کرتے تھے ۔ محمد(ﷺ) نے اس کوشش میں یہاں تک کیا کہ اپنی توحید سے بھی کسی حد تک کنارہ کشی اختیار کی" ۔ اس کے بعد واقعہ غرانیق سے متعلق تاریخی روایت کو بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھا کہ"جہاں تک معلوم ہو سکتا ہے، یہ وہ وقت تھا جب محمد ﷺ اور ان کے ہم وطنوں کے درمیان مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ یہ احساس کہ انہوں نے کسی حد تک اپنے آپ کو ملوث کر لیا تھا، ان کے لیے تلخی کا باعث بنا؛ آپ ﷺ نے پہلے کیے گئے شرک کے لیے کسی بھی قسم کی نرمی کا کفارہ ادا کرنے کے لیے غیر متزلزل اور سخت انداز میں اس کے خلاف موقف اختیار کرنے کا عزم کیا ۔ ایک ذاتی عنصر جو اصولوں کی اس جنگ میں کبھی کبھی جھلک دکھایا کرتا تھا رفتہ رفتہ غالب ہوتا گیا"۔ الحاصل ولہاوزن نے اس واقعے کو نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کو چیلنج کرنے کے لیے استعمال کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ واقعہ شیطانی وسوسے یا وقتی کمزوری کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ شعوری حکمت عملی اور قریش کے ساتھ مفاہمت کی کوشش تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ابتدائی دور میں اپنے مشن میں وقتی طور پر مفاہمت کا راستہ اپنایا اور بعد میں اپنی ذات اور اصولوں کے درمیان تضاد محسوس کرتے ہوئے سختی کا مظاہرہ کیا۔

دیگر مستشرقین:

قصہ غرانیق کو مستشرقین نے مزعومہ مقاصد کے تحت اپنے اپنے نظریات اور اہداف کے لیے استعمال کیا۔ کچھ نے اس کو حفاظتِ قرآن پر اعتراضات کا ذریعہ بنایا، کچھ نے اسے رسول اللہ ﷺ کی دعوت دین کے اصولوں میں مبینہ تدریجی ارتقاء کی مثال کے طور پر پیش کیا، جبکہ بعض نے بشمول ولہاوزن اسے قریش کی دشمنی کو کم کرنے اور وقتی طور پر مفاہمت کی کوشش قرار دیا۔ ذیل میں چند دیگر مستشرقین اور ان کی واقعہ غرانیق کے بارے میں

آراء پر مختصراً روشنی ڈالی جا رہی ہے، تاکہ اس موضوع کی علمی اور تحقیقی جہتوں کو بہتر انداز میں واضح کیا جا سکے۔ مثلاً:

ولیم میور اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے پہلی مرتبہ شیطانی آیات کا نام دیا اور لکھاکہ: بعض متقی مسلمان اس واقعے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں، لیکن معتبر تاریخی حوالہ جات اس کی تائید کرتے ہیں۔ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ اگر یہ واقعہ کسی نہ کسی شکل میں حقیقت پر مبنی نہ ہوتا تو اسے کیسے گھڑا جا سکتا تھا۔ ایک اٹل حقیقت یہ ہے، جسے سب تسلیم کرتے ہیں، کہ اس وقت حبشہ سے پہلے مہاجرین واپس آئے؛ اور وہ اس افواہ کے نتیجے میں واپس آئے کہ مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ واقدی اور طبری کی روایات اس واقعے کی واحد معقول وضاحت پیش کرتی ہیں "[3]۔

ٹور اینڈرے (Tor Andrea) [4]لکھتا ہے: "یہ واضح ہے کہ اس شکل میں پوری کہانی تاریخی اور نفسیاتی طور پر متضاد نظر آتی ہے۔ تاہم، جو افسانوی شکل ہم تک پہنچی ہے، اس کے نیچے ایک پرانی شکل بھی محسوس کی جا سکتی ہے، جس کے مطابق محمدؐ کی اپنی قوم کے ساتھ مفاہمت کی جائز خواہش نے انہیں اس بات پر مجبور کیا کہ وہ پہلے سے اعلان کردہ توحید اور مشرکانہ بت پرستی کے درمیان سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں" آگے لکھتا ہے: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی تعلیمات میں یہ تصور بھی تھا کہ مکہ کی تین معبودات (لات، العزی اور منات) حقیقت میں فرشتے ہیں، جن سے اللہ کے سامنے سفارش کی جا سکتی ہے۔ بعد میں پیغمبر نے اس عقیدے کو مسترد کیا اور اسے شاید شیطانی الہام کے طور پر دیکھا [5] ۔

مشہور مستشرق گریو نے باؤم [6]کا بھی یہی تصور ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے پہلے پہل ان بتوں کو بنات اللہ قرار دے دیا تھا لیکن پھر بعد میں آپ نے رب کریم کو ہی معبود واحد قرار دیا: "کہا جاتا ہے کہ پہلے اُس نے تین عظیم دیویوں کواللہ کی بیٹیوں کے طور پر تسلیم کیا تھا: اللات، جو طائف میں معزز تھی ۔العزیٰ، جن کی عبادت مکہ کے قریب نخلہ میں کی جاتی تھی؛ اور منات، جن کا مزار مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید میں تھا۔ لیکن بعد میں اُس نے یہ موقف واپس لے لیا اور اللہ کے ساتھ دیگر معبودوں کو شریک کرنے والوں اور مومنوں کے درمیان واضح فرق قائم کر دی" [7]۔

منٹگمری واٹ نے " محمد ایٹ مکہ" میں واقعہ کو تین پہلوؤں سے بیان کیا ہے کہ اس کے ذریعے محمد(ﷺ)(نعوذ باللہ) مادی فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے ابتداء میں اس کی خاطر بتوں کی پرستش پر راضی ہوگئے تھے، اور اس طریقے شاید قریش اصل توحید کی طرف آجائیں ۔پھر لکھتا ہے کہ بعد میں محمد(ﷺ)کے نقطہ نظر میں وسعت آتی گئی اور قرآن میں ان بتوں کا ذکر اس کی دلیل ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ ابتداء میں محمد(ﷺ) کے توحید کا عقیدہ غیر واضح تھا۔ آپ ان بتوں کو اس وقت تک خدا سے کمتر مگر آسمانی مخلوق سمجھتے تھے"[8]۔

منٹگمری واٹ نے اپنی دوسری کتاب "محمد" میں لکھا کہ:"یہ ایک عجیب اور حیران کن کہانی ہے کہ اصولوں پر سودا بازی نہ کرنے والے توحیدی مذہب کا پیغمبر ،شرک کو جواز مہیا کرتا نظر آتا ہے ۔ البتہ کہانی اتنی حیران کن ہے کہ ا س کی بنیادی باتیں ضرور سچی ہوں گی۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی شخص نے یہ کہانی تراشی ہو اور پھر مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد اس کہانی کو قبول کرنے کی طرف مائل کرلیا ہو"[9]۔

ایک اور مستشرق لین پول (Lane)(Pool]Pool[10] لکھتا ہے کہ" وہ (محمدﷺ) آگے بڑھے اور اعتراف کیا کہ انہوں نے غلطی کی تھی ۔شیطان نے انہیں بہکا دیا تھا۔ انہوں نے صاف دلی اور دیانت داری کے ساتھ اپنے الفاظ واپس لے لیے اور کہا: "ان کے بت تو صرف بے معنی نام ہیں، جنہیں انہوں نے اور ان کے باپ دادا نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے [11]۔

واقعہ غرانیق کی روایت کی تحقیق:

اکثرمفسرین نے سورہ الحج کی آیت :52 کی تفسیر میں واقعہ غرانیق کو ذکر کیا ہے اور اس کی مختلف تاویلات کی ہیں ۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی تفسیر میں اس کا ذکر نہیں کیا اور اگر حوالہ دیا بھی تو ذکر کیا کہ یہ واقعہ درست نہیں ہے۔ زیر بحث مستشرق نے ابن سعد اور خاص طور پر طبری کا حوالہ دیا ہے ۔ ابن سعد نے " اصحاب النبیﷺ کے حبشہ سے رجوع کے سبب کا ذکر" عنوان کے تحت واقعہ غرانیق کے متعلق دو روایات ذکر کی ہیں[12]۔چونکہ ولہاوزن خاص طور پر طبری کا حوالہ دیا ہے تو یہاں طبری کی روایات کا جائزہ لیا جائے گا ۔ اس واقعہ کو ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں متن روایت کی کمی بیشی کے اختلاف کے ساتھ گیارہ مختلف اسناد سے بیان کیا ہے ۔ ولہاوزن نے جس روایت کا حوالہ دیا وہ روایت یوں ہے :

القاسم [13]نے ہمیں بیان کیا، کہا: ہمیں حسین[14] نے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھے حجاج[15] نے ابن جریج [16]کے ذریعے، اور ابن جریج نے ابومعشر [17]کے ذریعے، محمد بن کعب القرظی[18] اور محمد بن قیس[19] سے روایت کیا، انہوں نے کہا:رسول اللہ ﷺ قریش کے ایک بڑے اجتماع میں بیٹھے تھے، جہاں کافی لوگ موجود تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے تمنا کی کہ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی چیز نازل نہ ہو جس سے لوگ آپ ﷺ سے دور ہوجائیں۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی"۔وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى [20] مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى()۔رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں۔"أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى () وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى [21]،شیطان نے اس وقت دو کلمات ڈال دیے: "یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں، اور ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔"آپ ﷺ نے ان جملوں کو ادا کیا اور پھر پوری سورت تلاوت کی۔ سورت کے آخر میں سجدہ کیا، اور تمام حاضرین نے بھی سجدہ کیا۔ولید بن مغیرہ، جو ایک عمر رسیدہ شخص تھے اور سجدہ نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے اپنی پیشانی پر مٹی لگا لی۔قریش خوش ہوگئے اور کہنے لگے: "ہم جانتے ہیں کہ اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے، وہی پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے، لیکن ہمارے یہ معبود اللہ کے حضور ہماری شفاعت کرتے ہیں۔ جب آپ نے ان کے لیے حصہ رکھا ہے، تو ہم آپ کے ساتھ ہیں"۔پھر جب شام ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو سورت دوبارہ سنائی۔ جب وہ ان دو جملوں تک پہنچے جو شیطان نے ڈالے تھے، تو جبرائیل نے کہا: "یہ میں نہیں لایا تھا "۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ایسی بات کہی جو اللہ نے نہیں کہی۔"پھر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں:"وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ۔۔۔[22]۔رسول اللہ ﷺ اس وقت تک غمگین اور پریشان رہے جب تک یہ آیت نازل نہ ہوئی:" ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں خلل ڈالا تو اللہ اس خلل کو جو شیطان ڈالتا ہے مٹادیتا ہے ، پھر اللہ اپنی آیات کو پختہ کردیتا ہے" [23]اس وقت حبشہ میں موجود مسلمانوں نے سنا کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے ہیں، تو وہ اپنے خاندانوں کے پاس لوٹ آئے اور کہا: "یہ لوگ ہمارے لیے زیادہ محبوب ہیں۔"لیکن جب وہ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ قریش نے اپنا رویہ بدل لیا ہے، کیونکہ اللہ نے شیطان کے ڈالے ہوئے کلمات کو منسوخ کردیا تھا"[24]۔

ابن سعد نے اس روایت کو واقدی[25] کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور اس روایت میں سورہ الحج آیت :52 کا ذکر نہیں ہے سورہ بنی اسرائیل کی آیات :73- 96 کا ذکر ہے کہ اس موقع پر وہ نازل ہوئیں اور اس پر روایت ختم ہوتی ہے۔ اور واقدی اکثر علماء و محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔احمد بن حنبل نے کہا جھوٹا ہے احادیث کو الٹ پلٹ بیان کرتا ہے۔ابن معین نے کہاابن معین نے کہا: "یہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔"اور ایک موقع پر کہا: "اس کی حدیثیں نہیں لکھی

جاتیں۔بخاری اور ابو حاتم نے کہا: "یہ متروک ہے۔"ابو حاتم اور نسائی نے مزید کہا: "یہ حدیث گھڑتا ہے۔"دارقطنی نے کہا: "اس میں کمزوری ہے۔"ابن عدی نے کہا: "اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں "[26]۔

تفسیر طبری کی مذکورہ پہلی روایت کے پہلےراوی القاسم کے بارے میں آجری نے ابو داود سے نقل کیا: ان کی عقل متاثر ہو گئی تھی۔ ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابن حزم نے مجہول کہا ہے [27] ۔دوسرے راوی الحسین بن بشر کو امام نسائی نے ثقہ کہا ہے[28]۔ تیسرے راوی حجاج کا آخری عمر میں اختلاط کی وجہ سے ضعیف شمار کیا گیا ہے اور تدلیس[29] بھی کیا کرتے تھے الذہبی نے کہا یہ آدمی حافظ اور ثقہ ہے لیکن لفظ"عن" کے ساتھ تدلیس کرتا تھا۔ آخری عمر میں مختلط ہوگیا تھا۔ ابوالعرب القیروانی نے اسے اختلاط کی وجہ سے ضعیف افراد میں ذکر کیا ہے۔ [30]۔ چوتھے راوی ابن جریج پر بھی تدلیس کا طعن بیان کیا گیاہے۔ علی ابن المدینی اورابن حبان نے ثقہ کہاہے۔ ابن معین نے کہا زہری کے بارے میں قابل اعتماد نہیں۔ الذہبی نے کہا "یہ آدمی حافظ اور ثقہ ہے لیکن لفظ"عن" کے ساتھ تدلیس کرتےاور مرسل روایت بیان کرتے "[31]۔پانچویں راوی ابی معشر اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ احمد بن حنبل نے کہا صدوق تھےمگر اسناد کو قائم نہ رکھتے۔ میرے نزدیک ان کی احادیث مضطرب ہیں۔ لیکن میں ان کی احادیث کو لکھتا ہوں اور اس پر اعتبار کرتا ہوں۔ابو حاتم نے کہا وہ نیک ہے لیکن حدیث میں کمزور ہے۔۔ ابن معین نے کہا وہ ضعیف ہے۔ اور ایک دفعہ کہا ابو معشر کچھ بھی نہیں۔بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے۔ابو داود اور نسائی نے بھی ضعیف کہا ہے۔ ترمذی نے کہا بعض اہل علم نے ابی معشر کے بارے میں کلام کیا ہےمحمدنے کہا میں ان سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔ابوزرعہ نے کہا حدیث میں صدوق ہیں لیکن قوی نہیں [32]۔ آخری دوروای محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس ثقہ ہیں تابعی ہیں۔ آخر میں سند صحابی تک نہیں پہنچتی۔ اس طرح یہ روایت مرسل[33] ہے ۔یہ ایک ضعیف روایت ہے قابل حجت نہیں کیونکہ اس کے اکثر راوی پر طعن و جرح کیا گیا ہے۔

تاریخ طبری میں واقعہ غرانیق سے متعلق روایات متعدد اسناد اور متون میں بیان ہوئی ہیں، جن میں واضح لفظی اختلافات اور تضادات پائے جاتے ہیں۔ طوالت کے خوف سے ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے:

متن میں لفظی اختلافات:

1. بعض روایات میں ہے کہ قریش کی طرف سے ان کے بتوں کی مذمت نہ کرنے کی فرمائش کی گئی اور بعض میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے خواہش کی کہ بتوں کی مذمت میں کچھ نازل نہ ہو۔
2. بعض روایات میں کلمات "تِلْكَ الغَرَانِيقُ العُلَى، وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ تُرْتَجَى" اور بعض میں" وهي الغرانِقةُ العُلى، وشفاعتهنَّ تُرتَجى بیان کیے گئے ہیں۔دیگر روایات میں اس جملے میں اضافہ یا کمی ہے، جیسے: "مِثْلُهُنَّ لا يُنسَى"یا" إنَّ الآلهة التي تُدعَى"۔
3. رسول اللہ ﷺ کو شیطانی القاء کا ادراک ہونے کے وقت اور کیفیت میں تضاد پایا جاتا ہے۔ کہیں ذکر ہے بعد میں جاکر جب جبریل آئے انہوں نے رسول اللہﷺ سے سنا تو کہا کہ یہ تو میں نہیں لایا تھا۔ کہیں ذکر ہے رسول اللہ کو مشرکین کے خوش ہونے کے بعد احساس ہوا۔
4. کچھ روایات میں واقعہ سورہ نجم کی تلاوت کے دوران ہوا، اور اس میں سورہ الحج کی آیات 52کے نزول کا بیان ہے۔ جبکہ کچھ روایت میں سورہ الحج کی آیت 53 کے نزول کا بیان ہے کہ اس موقع پر وہ آیت نازل ہوئی ۔اور ایک روایت میں ہے اس موقع پر سورہ بنی اسرائیل کی آیات 73 تا 75 کا نزول ہوا۔

5. حبشہ سے مسلمانوں کی واپسی کے ذکر میں بھی تضاد موجود ہے۔ کسی نے ذکر کیا کسی نے نہیں کیا۔

6. کہیں اسے "تلاوت میں شیطان کی مداخلت" کہا گیا، تو کہیں ذکر کیا گیا کہ شیطان نے نبی ﷺکی زبان پر جاری کیے۔کہیں ذکر ہے کہ سہواً آپ ﷺ کی زبان سے جاری ہوئے(نعوذ باللہ)۔

سند میں اضطراب:

1. ضعیف رواۃ: روایات کے اکثر راوی ضعیف یا غیر معتبر قرا دیے گئے ہیں۔

2. مرسل روایات:متعدد روایات مرسل ہیں، یعنی ان کا سلسلہ صحابہ تک نہیں پہنچتا، جیسے محمد بن کعب القرظی اور قتادہ کی روایات۔ سوائے ایک روایت کے اور اس کا سلسلہ سند بھی نہایت ضعیف رواۃ پر مشتمل ہے۔

3. متعدد متضاد اسناد:طبری نے مختلف اسناد سے واقعہ بیان کیا، لیکن ان میں الفاظ اور تفصیلات میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

لفظ غرانیق کی تحقیق:

لفظ غرانیق جمع ہے اس کی واحد غرنق یا غرنوق ہے جو عام طور پر پرندے کو کہا جاتا ہے۔ ابن جوزی لکھتے ہیں: "الغرانيق الذُّكُور من الطير،وَاحِدهَا غرنوق وغرنيق وَكَانُوا يدعونَ أَن الْأَصْنَام تشفع لَهُم فشبهت بالطيور الَّتِي ترْتَفع إِلَى السَّمَاءِ وَيجوز أَن تكون الغرانيق جمع الغرانق وَهُوَ الْحسن والغرنوق الشَّاب الناعم"[34]۔"غرانیق مرد پرندوں میں سے ہیں، اور ان میں سے ایک کو 'غرنوق' یا 'غرنیق' کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ (عرب) کہتے تھے کہ بت ان کے لیے سفارش کرتے ہیں، اس لیے ان بتوں کو ان پرندوں سے تشبیہ دی گئی جو آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ (یعنی یہ بت ان کی دعاؤں کو آسمان تک پہنچا کر ان کے حق میں سفارش کرتے ہیں) اور ممکن ہے کہ غرانیق 'غرانق' کی جمع ہو، جو خوبصورتی یا حسن کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ 'غرنوق' نوجوان اور نرم و نازک شخص کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے"۔ یہ اصل میں پانی کے پرندوں میں سے نر پرندے ہیں، اور انہیں یہ نام ان کی سفیدی کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ 'کُرکی' (یعنی بگلا) ہے" [35] ۔

الحاصل لفظ غرانیق عربی میں "غرنوق" کی جمع ہے، اور اس کے مختلف معانی ہیں: عربوں نے بتوں کو خوبصورت اور سفید آبی پرندوں کے ساتھ تشبیہ دی، خاص طور پر ان پرندوں کے حسن اور صفائی اور بلند پروازی کی بنیاد پر ۔ یا خوبصورت و سفید جوان لڑکوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ مشرکین مکہ ان بتوں کی شفاعت کا عقیدہ رکھتے تھے۔

محمد ابو شھبہ لکھتے ہیں:" اس کہانی کے من گھڑت ہونے کی ایک اور دلیل وہ ہے جو شیخ محمد عبدہ نے اس جھوٹے الزام کے رد میں بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عربوں نے اپنے معبودوں کو 'غرانیق' کا نام دینے کا ذکر نہ تو اپنے اشعار میں کیا ہے اور نہ ہی اپنی خطبات میں۔ یہ بات کسی سے منقول نہیں کہ یہ لفظ ان کی زبان پر جاری تھا، سوائے اس کے جو 'معجم یاقوت' میں بغیر کسی سند کے آیا ہے، اور یہ کسی صحیح طریقے سے ثابت نہیں ہے"[36]

واقعہ غرانیق کی تردید مختلف دلائل کی روشنی میں

"قصہ غرانیق " تفسیر ، سیرت اور تاریخ کی دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے ۔ نامور محدثین و علماء سیرت و مؤرخین نے اس واقعہ کو روایتاًغیر مستند اور درایتاً من گھڑت اور باطل قرار دیا ہے۔ یہ واقعہ، اگرچہ تاریخی اعتبار سے مختلف روایتوں میں موجود ہے، لیکن اس کی صداقت کو اکثر علماء نے چیلنج کیا ہے اور اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا ۔اس کا ذکر مستند مآخذ سیرت جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، یا دیگر معتبر کتب احادیث میں موجود نہیں۔ مفسرین ابن خزیمہ، قاضی عیاض، امام رازی،امام ابن کثیر، علامہ قرطبی، اور دیگر مفسرین ومحدثین نے اس کا ذکر کرکے واقعہ کو من گھڑت قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ یہ روایت ضعیف اور غیر معتبر راویوں پر مشتمل ہے ۔ اور یہ کہ انبیاء کے معصوم ہونے کے عقیدے کے خلاف ہے ۔ بہت سے علماء و مفسرین کے مطابق یہ بنی اسرائیل کی داستانوں یا دشمنان اسلام کی گھڑی ہوئی باتوں میں سے ہے۔یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیغام کی حقانیت، آپ ﷺ کی معصومیت، اور کلام الٰہی کے محفوظ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس میں بیرونی اثر کا دخل ناممکن ہے۔

ا بن جریر طبری کے متعلق یہ واضح ہے کہ ان کا روایات کو اپنی کتاب میں درج کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ تمام روایات کو درست تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ بطور مؤرخ انہوں نے وہی مواد درج کیا جو ان تک پہنچا۔ ان کے اپنے بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، جو انہوں نے مقدمے میں لکھا:

" اس اگر میری اس کتاب میں کسی خبر کا ذکر ہو، جو کسی پڑھنے والے کو عجیب لگے یا سننے والے کو ناقابل قبول معلوم ہو، کیونکہ وہ اس کی صحت کے لیے کوئی بنیاد نہ پائے یا حقیقت میں اس کا کوئی معنی نہ سمجھے، تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس خبر میں ہم سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ اس کے راوی یا ناقل کی طرف سے ہوئی ہوگی، اور ہم نے صرف وہی کچھ ادا کیا جو ہم تک پہنچایا گیا"[37]۔

مستشرقین کی روش ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ وہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے محکم اور مضبوط روایات کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور ضعیف و مرجوح روایات کو بنیاد بنا کر استدلال کرتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ علمی دیانت کے تقاضوں کے برخلاف ہے اور اسلامی تاریخ و روایات کو غیر منصفانہ انداز میں پیش کرنے کی کوشش ہے ۔قرآن کریم کی کثیر آیات اور صحیح واقعات سیرت سے بھی اس کی واضح تردید ہوتی ہے بلکہ اس کی روشنی میں اس کا تصور بھی محال ہے۔

قرآنی آیات کی شہادت:

1. اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمایا: "إنا نحن نزلنا الذکر وإنا له لحافظون"[38]"بے شک ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

2. " إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ"[39]"یقین رکھو کہ اس کو یاد کرانا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے"۔

3. ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:"لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيد"[40]" جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے یہ اس ذات کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں" ۔

4. نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا :وما ینطق عن الھویٰ() ان ھو الا وحی یوحیٰ"[41]"اور یہ(نبیﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے ہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے "

5. "قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ() قُلۡ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلۡقَآيِٕ نَفۡسِيٓۖ إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ[42]" وہ لوگ جو (آخرت میں) ہم سے آملنے کی توقع نہیں رکھتے جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں، جبکہ وہ بالکل واضح ہوتی ہیں، تو وہ یہ کہتے ہیں کہ :" یہ نہیں، کوئی اور قرآن لے کر آؤ، یا اس میں تبدیلی کرو "۔ (اے پیغمبر) ان سے کہہ دو کہ :" مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کروں۔ میں تو کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے "۔

6. "سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى"[43]۔" ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا"

7. وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الأقاويل ()لأَخَذْنَا مِنْهُ باليمين() ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الوتين[44]"اور اگر یہ ہم پر کوئی بات بنالیتا تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے"

8. وَلَوْلَا أَنْ ثبتناك لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا[45] "اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے قلیل مائل ہی ہوجاتے"۔ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ وحی کے تابع تھے اور اس میں کسی ذاتی کمزوری یا تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بچائے رکھا۔ نبی اکرم ﷺ کا مشن حق کو پہنچانا تھا، نہ کہ ذاتی مفادات کے لیے مفاہمت کرنا۔

9. اکثر مفسرین نے سورہ الحج کی آیت نمبر52 کی تفسیر میں اس واقعے کو بیان کیا ہے۔ جو مفسرین واقعہ غرانیق کو درست مان اس کی تاویل کرتے ہیں انہوں نے بھی آیت "وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّته۔۔" کی تفسیر میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے ڈالے ہوئے آیات مٹادیے۔ جبکہ بعض مفسرین نے یہاں "تمنی " کی تفسیر اس طرح کی ہے رسول اللہﷺ کی تمنا مشرکین کے ساتھ مفاہمت کی نہیں ہوسکتی بلکہ اس تمنا سے مراد رسول اللہﷺ کی خواہش کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ایمان لائیں۔ مثلاً مولانا مودودی ،حافظ صلاح الدین یوسفؒ تمنّا کا مطلب بتاتے ہیں کہ" نبی کی تمنّا یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس کی بات مان لیں اور اللہ پر ایمان لے آئیں ۔ شیطان کی رخنہ اندازی یہ ہوتی ہے کہ وہ نبی کے کام میں رکاوٹیں ڈالتا ہے یا اس کی تعلیم میں شکوک اور شبہات پیدا کرتا ہے ۔ "اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو (یعنی ان وعدوں کو جو اس نے نبی سے کئے تھے) پختہ اور اٹل وعدے سے ثابت کر دیتا ہےاور ۔۔۔ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات و اعتراضات کو رفع کر دیتا ہے اور ایک آیت کے بارے میں جو اُلجھنیں وہ لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتا ہے انہیں بعد کی کسی واضح تر آیت سے صاف کر دیتا ہے"[46]

واقعات سیرت کی شہادت:

سیرت نبویﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ حق اور اصولوں پر ڈٹ کر موقف اختیار کیا، حتیٰ کہ شدید دباؤ کے باوجود بھی آپﷺ نے دعوت حق سے منہ نہیں موڑا ۔کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو دعوت حق سے باز رہنے کے لیے کوششیں کی، آپﷺ کو مال، اقتدار، اور دیگر دنیاوی لالچ دیے تاکہ وہ اپنی دعوت سے دستبردار ہو جائیں[47] ۔ مفاہمت کی کوشش مشرکین مکہ کی طرف سے بار بار ہوئی مگر وہ ناکام رہے۔سیرت ابن ہشام میں ہے :"رسول اللہ ﷺ طوافِ کعبہ کر رہے تھے کہ (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے) قریش کے چند سردار: اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، اور عاص بن وائل سہمی آپ کے پاس آئے۔ یہ سب اپنی قوم میں معزز اور عمر رسیدہ تھے۔ انہوں نے کہا:"اے محمد! آؤ، ہم اور تم ایک دوسرے کے معبودوں کی عبادت کریں۔ تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو، اور ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں۔ یوں ہم اور تم اس معاملے میں شریک ہو جائیں گے۔ اگر تمہارا دین بہتر ہوا تو ہمیں اس کا فائدہ ملے گا، اور اگر ہمارا دین بہتر ہوا تو تمہیں اس کا فائدہ ہوگا۔"اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں سورہ الکافرون کی آیات نازل فرمائیں:"قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔۔۔۔۔ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ[48]"یعنی: اگر تم صرف اس شرط پر اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو کہ میں تمہارے معبودوں کی بھی عبادت کروں، تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہارا دین تمہارے لیے، اور میرا دین میرے لیے"[49]۔

ایک دفعہ قریش نے ابو طالب سے شکایت کی کہ ان کے بھتیجے (حضرت محمد ﷺ) ان کے آباؤ اجداد کی توہین کرتے ہیں، ان کے معبودوں کو عیب دار قرار دیتے ہیں، اور ان کی روایات کو بے بنیاد کہتے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ یا تو ابو طالب انہیں روکیں یا پھر وہ کھلم کھلا دشمنی پر آمادہ ہوں گے، یہاں تک کہ دونوں میں سے کوئی ایک فریق ختم ہو جائے۔ جب ابو طالب نے نبی کریمﷺ سے اس معاملے میں بات کی تو نبی کریمﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا:" اے چچا! اللہ کی قسم! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں، تاکہ میں اس کام کو چھوڑ دوں، تب بھی میں اسے نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں اس میں ہلاک ہو جاؤں"۔" پھر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں، آپ روئے، پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔جب آپ واپس جانے لگے تو ابو طالب نے آپ کو پکارا اور کہا: اے میرے بھتیجے! واپس آؤ۔ آپ ﷺ ان کے پاس واپس آئے تو انہوں نے کہا: جاؤ، اے میرے بھتیجے! جو چاہو کہو، اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی کسی کے حوالے نہیں کروں گا"[50]۔

نبی کریم ﷺ کی اس استقامت کا مظہر سفر طائف بھی ہے ، جس میں آپﷺ نےسخت جسمانی اور جذباتی تکلیف کے باوجود، حق کے اصولوں کو ترک نہیں کیا ان کی ہدایت کے لیے دعا کی پھرمدینہ ہجرت کی مگر مشرکین مکہ سے کبھی توحید الٰہی پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ ولہاوزن کا یہ اعتراض کہ "ذاتی انا اصولی جنگ پر غالب آ گئی"، تاریخی حقائق سے متصادم ہے۔آپ ﷺ کی سیرت اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ ذاتی انا آپ کی شخصیت کا حصہ نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ ذاتی معاملات میں درگزر سے کام لیا اور دشمنوں کے لیے بھی دعا کی۔صلح حدیبیہ اس کی ایک واضح مثال ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی ذات سے بڑھ کر امت کے مفاد کو ترجیح دی۔ معاہدہ بظاہر مسلمانوں کے لیے نقصان دہ تھا، لیکن آپ نے اس کو قبول کیا کیونکہ یہ دور رس حکمت عملی کا حصہ تھا[51]۔

دیگر دلائل:

- قرآن کی حفاظت کا وعدہ: اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" ۔ تو یہ عقلاً ممکن نہیں کہ شیطان قرآن کی کسی آیت میں مداخلت کرے۔اگر شیطان نبی ﷺ کی تلاوت میں مداخلت کر سکتا، تو یہ حفاظتِ قرآن کے وعدے کے منافی ہوتا۔ جس کلام کی حفاظت اور جمع کرانے اور پڑھوانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہو اس تک شیطان کی رسائی و نفوذ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

- عصمت نبوی ﷺ کے خلاف: یہ واقعہ عصمت نبویﷺ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ :نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ تو وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے"۔نبی اکرم ﷺ کی عصمت پر امت کا اجماع اور دلائل قائم ہیں کہ آپ ﷺ سے کفر یا غلط بات کا صدور ممکن نہیں، چاہے وہ جان بوجھ کر ہو یا بھول سے۔ نہ شیطان کو آپ ﷺ پر کوئی قابو حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ وحی کے معاملے میں دھوکہ کھا سکتے ہیں ۔ اور نہ نبی کسی معصیت کی خواہش کرسکتے ہیں۔

- اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف : قرآن بار بار شرک کی سخت مذمت کرتا ہے۔ نبی ﷺ کا مشرکانہ کلمات ادا کرنا عقلی طور پر اسلام کے بنیادی پیغام سے متصادم ہے۔ اسی طرح اگر شیطان وحی میں مداخلت کر سکتا، تو اس سے وحی کی صداقت مشتبہ ہو جاتی۔ جو شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ نے بتوں کی تعریف کی(نعوذ باللہ)، وہ کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ اسلام کے بنیادی عقیدہ عقیدہ توحید کے خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اولین دعوت توحید تھا اور شرک کی نفی تھی۔

- رسالت کی ذمہ داری: رسول اللہ ﷺ کی شان رسالت کے خلاف ہے کہ آپﷺ وحی میں اپنی طرف سے اضافہ کرکے شامل کردیں یا اس میں کوئی کوئی کمی کوتاہی کرے۔ وحی کی تبلیغ نبی سے ایسی غفلت کا صدور ممکن نہیں۔ قرآن میں ارشارد الٰہی ہے۔ ترجمہ: اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجیے"[52]۔

- سورہ نجم کا سیاق و سباق اور پیغام :سورہ النجم کو پڑھنے سے بھی اس قصہ کی تردید ثابت ہوتی ہے اس کی سورت کی ابتدا ئی آیات میں رسول اللہ ﷺ سے غیر وحی کے نقل ہونے کی تردید ہے کہ وہ صرف وہی بولتے ہیں جو اس کو وحی کی جاتی ہے اور اس کے بعد سارا مضمون معبودان باطلہ کی تردید و نفی کا بیان ہے اس کے درمیان میں کیسے اس کی عزت و وقار کا تذکرہ ہوسکتا ہے۔ سورہ نجم توحید پر زور دیتی ہے اور بتوں کی سختی سےمذمت ، اس میں شرک کا ذکر نبی کی طرف سے ہونا قرآنی سیاق کے خلاف ہے۔ قرآن مجید اس طرح تضاد سے پاک ہے۔

- شیطان کی مداخلت کا تصور: " ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں خلل ڈالا تو اللہ اس خلل کو جو شیطان ڈالتا ہے مٹادیتا ہے ، پھر اللہ اپنی آیات کو پختہ کردیتا ہے" [53]۔آیت کا سیاق یہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے الفاظ کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ آیت شیطان کے کسی نبی کی زبان سے شرک کہلوانے کے امکان کو نہیں بلکہ اللہ کے حکم کی بالادستی کو بیان کرتی ہے، تو شیطان کی کیا مجال کہ نزول کے

وقت اس میں مداخلت کرسکے۔ واقعات سیرت سے اس کے علاوہ ایک واقعہ بھی ایسا نقل نہیں جس میں شیطان کے کلمات کی مداخلت کا ذکر ہو۔

- سند و متن کا ضعف : قصۂ غرانیق سے متعلق تمام روایات ضعیف ہیں، اور ان میں سے کوئی بھی سند کے اعتبار سے قابلِ اعتماد نہیں۔ ایسی ضعیف روایات کو کسی اہم دینی مسئلے کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا، خاص طور پر اس مسئلے پر جس سے دین و شریعت کی اساس متاثر ہو۔ علاوہ ازیں، ان روایات کے متن میں بھی شدید اضطراب پایا جاتا ہے، اور درایت کے اصولوں کے مطابق یہ روایات صحت کے معیار پر پورا نہیں اترتیں۔ لہٰذا، اس قصے کو علمی و شرعی لحاظ سے ناقابل قبول قرار دیا گیا ہے۔

- زمانی تحقیق : یہ واقعہ مکی عہد کا ہے اور اور اسکی تفسیر کے ضمن میں سورہ الحج آیت 52 بیان کیا جاتا ہے جو کہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں کوئی ربط و تعلق نہیں۔ اسی زمانی تحقیق سے اس کا باطل ہونے کا قوی امکان ہے ۔

- حبشہ کی مسلمانوں کی واپسی: حبشہ کے مہاجرین کی واپسی اس قصے کی معتبر ہونے کی دلیل نہیں بلکہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے تھا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام سے حالات مسلمانوں کے حق میں پہلے سے اب بہتر ہوئے تھے۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:" یہاں کئی مفسرین نے واقعہ غرانیق ذکر کیا اور یہ کہ بہت سے مہاجرین کا دوبارہ حبشہ واپس لوٹ جانا اس گمان کی بنا پر تھا کہ قریش کے مشرکین اسلام لے آئے ہیں۔ مگر یہ تمام روایات مرسل (منقطع) سندوں سے مروی ہیں، اور میں نے انہیں کسی صحیح سند کے ساتھ مروی نہیں پایا"[54]۔

- مشرکین کا سجدہ کرنا: مشرکین کا سجدہ کرنا صحیح روایات کے تناظر میں درست واقعہ ہے۔انہوں نےقرآ ن کریم کی آیات کی ہیبت اور اثر انگیزی کی وجہ سے سجدہ کیا تھا نہ کہ بتوں کی مدح سننے کی وجہ سے[55]۔ کیونکہ صحیح روایات میں اس کا ذکر نہیں۔اور ایسا ممکن ہے کیونکہ قرآن کریم پر تاثیر کلام ہے جس کا بار بار وہ مشاہدہ کرچکے تھے اس لیے تو ان ظالموں نے اسے سحر کا نام دیا نعوذ باللہ۔

- واقعہ کی شہرت کی ممکنہ وجوہ:ہوسکتا ہے مشرکین مکہ نے یہ واقعہ خود گھڑا ہو اور اسے مشہور کردیا ہو کیونکہ انہیں یہ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ سجدہ کرکے ہم نے اچھا تاثر نہیں دیا ۔ اس سے تو الٹادین اسلام کو مقبولیت ملی جبکہ وہ تو دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کو دبانے کی کوششوں میں مصروف عمل تھے۔اپنی اس خفت کو مٹانے کے لیے انہوں نے یہ گھڑا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی معبودوں کی تعریف کی اس لیے انہوں نے سجدہ کیا ۔ اور یہ خفت اس لیے شدید ہوگی کیونکہ سورہ نجم میں ان کے معبودوں کی سختی سے ممانعت کی گئی تھی۔ واللہ اعلم

- واقعہ کے اثرات: اگر واقعی ایسا ہوچکا ہوتا تو ضرور کچھ مسلمان وحی پر شک کرکے مرتد ہوسکتے تھے لیکن ایسا کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ اس واقعے کے نتیجے میں کوئی دین اسلام سےواپس کفر کی طرف پلٹا ہو۔

محدثین و علماء مؤرخین کا موقف:

امام بخاریؒ (م 256ھ)نے اس روایت کو یوں بیان کیاہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: «سَجَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالنَّجْمِ، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ[56] " نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ النجم کی تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کیا، اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنات اور انسانوں نے بھی سجدہ کیا"۔

اس روایت کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سرے سے غرانیق کا ذکر ہی نہیں اور نہ شیطانی آیات کا کچھ ذکر موجود ہے ۔آپ نے قرآن کی آیت (سورہ حج: 52) کی تفسیر میں بھی اس واقعے کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے۔

امام مسلم(م 261 ھ) نے بھی اپنی کتاب "الجامع الصحیح" میں اس روایت کو یوں ذکر کیا ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قالا: حدثنا محمد بن جعفر.حدثنا شعبة عَنْ أَبِي إِسْحَاق. قَالَ:

سَمِعْتُ الأَسْوَدَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّهُ قَرَأَ: وَالنَّجْمِ. فَسَجَدَ فِيهَا. وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ. غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا۔قَالَ عَبْدُ الله: لقد رأيته، بعد، قتل كافرا"[57]۔

"رسول اللہ ﷺ نے سورہ النجم کی تلاوت کی، تو اس میں سجدہ کیا۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے، انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ تاہم، ایک شیخ نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی اُٹھا کر اپنی پیشانی پر لگائی اور کہا: "میرے لیے یہی کافی ہے۔" پھر عبد اللہ نے کہا: "میں نے اسے بعد میں دیکھا کہ وہ کافر مر ا تھا"

اسی طرح امام ابو داؤد[58] اورامام ترمذی [59]نے بھی اپنی سنن میں اس کا فقط اتنا ذکر کیا ہے ۔ امام ابن خزیمہ کی صحیح میں بھی اس روایت میں غرانیق کا ذکر ہی نہیں[60]۔ عبدالملک بن ھشام (م 213ھ)نے اپنی کتاب سیرت اس کا ذکر نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے بھی اسے باطل سمجھا ہے[61]۔

ا ن کے علاوہ اکثر محدثین ، مفسرین اور سیرت نگاروں نے اس روایت کا تفصیلی رد کیا، جن میں چند کا ذکر پیش خدمت ہے:

1. ابن خزیمہ (م311 ھ)[62]سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا، ”یہ کہانی زنادقہ نے گھڑی ہے۔[63]

2. امام ابن حزم (م 456ھ) [64]نے کہا: "یہ روایت بالکل موضوع (جھوٹا) ہے کیونکہ یہ کبھی بھی کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوئی۔ اس میں کسی قسم کی تشویش یا غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جھوٹ کو وضع کرنا کسی کے لئے بھی مشکل نہیں ہے"۔ آگے لفظ تمنی کی تحقیق میں کہتے ہیں"نبی ﷺمنے اپنے چچا ابو طالب کے اسلام کی آرزو کی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا ہونا نہیں چاہا۔ یہ وہ آرزو ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے، یہ نبی کی خواہش تھی، معاذاللہ کہ نبی معصیت کی خواہش کرے" [65]۔

3. اامام بیہقی (م 458ھ)[66]نے فرمایا کہ یہ قصہ نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں ہے، اور پھر یہ وضاحت کی کہ اس کے تمام راویوں پر تنقید کی گئی ہے۔ اس روایت کو پھینک دینا چاہیے۔ اس لئے میں نے اس سے اپنی کتاب کو پاک رکھا [67]۔

4. ابن العربی (543ھ)[68]نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں کی دس دلائل دے کر اس روایت کی تردید کی اور کہا کہ اس قصے سے متعلق یہ روایات باطل ہیں ان کا کوئی اصل نہیں[69]۔

5. قاضی عیاض (م 544ھ)[70]نے اپنی کتاب الشفاء میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے ۔ انہوں نے لکھا کہ:" یہ واقعہ کسی معتبر اور قابل اعتماد ذریعے سے ثابت نہیں، بلکہ صرف اسی کمزور روایت سے منقول ہے جس کی کمزوری پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے۔ اس روایت میں شک پایا جاتا ہے، اور اس پر نہ کوئی اعتماد کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے حقیقت کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔ صحیح روایت کے مطابق یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم کی تلاوت کی، جس پر مسلمان، مشرکین، جن اور انسان سب نے سجدہ کیا۔ اس واقعے کی بنیاد پر منقول کمزور روایت کا رد کیا گیا ہے، کیونکہ وہ صحیح اور مستند روایت کے خلاف ہے اور کسی قابل اعتماد ذریعے سے ثابت نہیں۔ اور معنی کے لحاظ سے، اس بات پر حجت قائم ہو چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی عصمت پر امت کا اجماع اور دلائل قائم ہیں کہ آپ ﷺ سے کفر یا غلط بات کا صدور ممکن نہیں، چاہے وہ جان بوجھ کر ہو یا بھول سے ۔ نہ شیطان کو آپ ﷺ پر کوئی قابو حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ وحی کے معاملے میں دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح کیا ہے کہ نبی ﷺ پر جھوٹ باندھنا یا غیراللہ کی تعریف ممکن نہیں، اور اگر ایسا ہوتا تو سخت سزا دی جاتی۔عقلی طور پر بھی اس قصے کا وقوع ممکن نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کلام میں تضاد اور بے ربطی ظاہر ہوتی، جو نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر مخفی نہ رہ سکتی۔ علاوہ ازیں، منافقین اور مشرکین اس واقعے کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ۔اس واقعے کے بارے میں کوئی مضبوط روایت موجود نہیں، بلکہ صرف ایک کمزور روایت کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اگر یہ واقعہ حقیقت ہوتا تو قریش اسے مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتے، اور یہود بھی اس کو مسلمانوں پر حجت قائم کرنے کے لیے پیش کرتے، جیسا کہ انہوں نے واقعہ معراج پر ضد اور ہٹدھرمی کرتے ہوئے کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں کمزور ایمان والے بعض افراد کا ارتداد بھی ممکن ہوتا، جیسا کہ معراج کے واقعے میں کچھ لوگوں نے اسلام چھوڑ دیا تھا۔ [71]

6. ابنِ جوزی (م597ھ)،لکھتے ہیں: علماء محققون کے مطابق یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس سے رسول اللہﷺ معصوم ہیں"۔[72]

7. امام الرازی (م 606ھ) نے کہا کہ یہ کہانی جھوٹی اور من گھڑت ہے اور اسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے قرآن کی آیات کا حوالہ دیا، جو بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اپنی مرضی سے کسی بات کو نہیں کہتے، بلکہ وہ صرف وحی کے ذریعے بات کرتے ہیں۔ آخر میں پانچ دلائل عقلی دے کر ثابت کیا کہ یہ ایک باطل روایت ہے[73]۔

8. علامہ قرطبی (م671ھ)[74]نے اس واقعے کے تحت تمام روایات کو بیان کرکے اس کی تردید میں مختلف علماء کی تردیدی اقوال ذکر کرکے یہ تاثر دیا ہے کہ وہ بھی اس واقعے کو درست نہیں سمجھتے[75]۔

9. امام النووی (م 676ھ) نے فرمایا: "اور جو اخباری اور مفسرین بیان کرتے ہیں کہ اس کا سبب وہ الفاظ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے مشرکوں کے معبودوں کی تعریف میں سورت النجم میں نکلے، یہ سب باطل اور غلط ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے، نہ نقلی طور پر اور نہ عقلی طور پر،کیونکہ غیر اللہ کے معبود کی تعریف کفر ہے، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نسبت نہیں کی جا سکتی۔ نہ یہ کہ شیطان نےیہ الفاظ رسول اللہﷺ کی زبان پر ڈالے، اور نہ ہی شیطان کا ان الفاظ کو رسول اللہ ﷺپر بزور مسلط کرنا درست ہے"[76] ۔

10. امام نسفی (710 ھ)نے واقعہ غرانیق کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ : یہ قول قابل قبول نہیں ہے کیونکہ یہ دو ہی امکانات پر مبنی ہو سکتا ہے: یا تو نبی علیہ السلام نے جان بوجھ کر یہ بات کہی، اور یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ کفر ہے اور نبی کی بعثت کا مقصد بتوں کی تردید کرنا تھا، نہ کہ ان کی حمایت کرنا۔ یا پھر شیطان نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان پر زبردستی یہ الفاظ جاری کیے، اور یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ شیطان کو نبی کی زبان پر ایسا کرنے کی قدرت نہیں۔تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ بات نبی علیہ السلام سے بھول یا غفلت کے طور پر صادر ہوئی ہو، لیکن یہ بھی مسترد ہے کیونکہ وحی کے ابلاغ کے وقت نبی سے ایسی غفلت کا صدور ممکن نہیں۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو نبی کے اقوال پر اعتماد ختم ہو جاتا۔ نیز اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل ہونے والی وحی کے بارے میں فرمایا ہے: "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ"اس میں باطل نہ آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے"اور فرمایا:"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ""بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"[77]

11. حافظ ابن کثیر(م774ھ) کا کہنا ہے کہ: اکثر مفسرین نے سورۃ الحج کی آیت نمبر52 کی تفسیر میں غرانیق (بتوں) کی کہانی ذکر کی، لیکن ہم نے اس کا ذکر چھوڑ دینا پسند کیا تاکہ اسے وہ نہ سنیں جو اس کی حقیقت کو اس کے درست مقام پر نہ رکھ سکیں۔ البتہ، اس کہانی کی اصل صحیح روایت میں موجود ہے" [78] ۔ اور اس کے بعد انہوں نے صحیح بخاری و مسلم اور دیگر احادیث کی کتب میں اصل روایت بیان کی ۔ جس میں غرانیق کا ذکر موجود نہیں۔

12. علامہ آلوسی (م 1270 ھ)[79]نے اپنی تفسیر میں اس پر طویل بحث کی ہے اور اس واقعے کی تردید میں مختلف علماء کے تردیدی اقوال نقل کیے ہیں آخر میں لکھتے ہیں کہ: "اس معاملے میں سب سے قبیح اور واضح طور پر فاسد قول جو ہم نے دیکھا، وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی قوم کے ایمان لانے کی خواہش میں وہ الفاظ خود سے شامل کیے، پھر ان سے رجوع کر لیا۔ ایسا کہنے والے پر توبہ واجب ہے، کیونکہ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں کہتے۔اس کے قریب وہ قول ہے جس میں کہا گیا کہ وہ الفاظ ملائکہ کے وصف میں نازل کیے گئے قرآن کا حصہ تھے، لیکن جب مشرکین نے یہ گمان کیا کہ نبی ﷺ ان کے معبودوں کی تعریف کر رہے ہیں، تو وہ آیات منسوخ ہو گئیں۔آپ جانتے ہیں کہ اس آیت "وَمَا أَرْسَلْنَا..." (سورہ الحج:52) کی تفسیر اس قصے کے ثبوت پر موقوف نہیں ہے۔ اس قصے کو غیر ثابت مانتے ہوئے، اس آیت کی سب سے قریبی اور درست تفسیر وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے[80] ۔

13. عبد الماجد دریابادی (م1397ھ /1977ء)لکھتے ہیں کہا س موقع پر بعض سادہ دل حضرات کی بے خیالی سے ایک لغوقصہ بھی نقل ہوگیا ہے۔ لیکن محققین نے اس کی پوری تردید کردی ہے اور وہ قصہ نہ روایۃ قابل قبول ہے نہ درایۃ"[81]

14. سید ابوالاعلی مودودی (م1399ھ/1979ء) واقعہ غرانیق متعلق لکھتے ہیں: "چھوٹے چھوٹے اختلافات کو چھوڑ کر قصے کی تفصیلات میں دو بڑے اختلافات ہیں ایک یہ کہ بتوں کی تعریف میں حضرت محمد کی طرف جو کلمات منسوب کیے گئے ہیں قریب قریب ان میں سے ہر ایک روایت دوسری روایت سے مختلف ہے۔ہم نے ان کا استقصا کرنے کی کوشش کی تو پندرہ عبارتیں الگ الگ الفاظ میں پائیں۔دوسرا بڑا اختلاف یہ ہے کہ کسی روایت کی رو سے یہ الفاظ دوران وحی میں شیطان نے آپﷺ پر القا ءکر دیے اور آپ سمجھے کہ یہ بھی جبرئیل لائے ہیں۔کسی روایت میں ہے کہ یہ الفاظ اپنی اس خواہش کے زیر اثر سہوا آپ کی زبان سے

نکل گئے۔کسی میں یہ ہے کہ اس وقت آپ کو اونگھ آ گئی تھی اور اس حالت میں یہ الفاظ نکلے کسی کا بیان ہے کہ آپ نے قصداً کہے مگر استفہام انکاری کے طور پر کہے۔کسی کا قول ہے کہ شیطان نے آپ کی آواز میں ملا کر یہ الفاظ کہہ یے اور سمجھا یہ گیا کہ آپ ﷺنے کہے ہیں اور کسی کے نزدیک کہنے والا مشرکین میں سے کوئی شخص تھا "[82]

15. امام غزالی (م 1416ھ/1996ء) نے اس بات کی تردید کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے بتوں کی تعریف کی ہو یا اس کی شفاعت کی بات کی ہو۔ انہوں نے اس نوعیت کے بیانات کو بے بنیاد اور احمقانہ قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ یہ جھوٹ اور افسانہ ہے جو بعض افراد نے پھیلایا[83]۔

16. شیخ محمد ناصرالدین البانی(م 1420ھ)نے "نصب المجانیق لنسف قصۃ الغرانیق" کے نام سے مستقل تصنیف کی ہے، جس میں انہوں نےواقعہ غرانیق کی عدم صحت پرتحقیق کی ہے۔ آپ نے اس واقعہ کی تمام روایات کا جائزہ لیا ہے۔ اوراس میں موجود ضعف و علل کو واضح کیا ہے اور اس کے بعد متن کی تحقیق کی ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر کے بیان کی تردید میں دلائل دیے ہیں ۔ اور اس واقعے سے متعلق علماء کے تردیدی اقوال بھی بیان کیے ہیں[84]۔

17. پیر کرم شاہ الازہری (1918ء-1998ء) ضیاء النبی میں لکھتے ہیں: "اب ہم اس روایت کو اسناد کے اعتبار سے دیکھتے ہیں کہ وہ روایت جو دین کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے اور بے شمار قرآنی آیات کی مخالفت کر رہی ہے کیا اس کی اسناد میں اتنی جان ہے کہ اسے قابل اعتناء سمجھا جاسکے؟ اس واقعے کو جس طرح روایات میں بیان کیا گیا ہے اگر یہ ایسے ہی پیش آیا ہوتا تو یہ مکہ کا ایک تاریخی واقعہ ہوتا جو زبان زد خاص وعام ہوتا۔ متعدد صحابہ کرام اسے بیان کرتے لیکن اس قصے کو بیان کرنے والی روایات کی اسناد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی بھی صحابی سے مروی نہیں۔ ساتھ ہی تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماء کی عمر ہجرت کے وقت صرف تین سال تھی۔ گویا (5سال) بعد بعثت جب ان روایات کے مطابق یہ واقعہ پیش آیا،اس وقت ابھی آپ کی ولادت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے یہ بات تو ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ آپ اس واقعہ کے عینی شاہد نہ تھے۔یہ واقعہ اختراع کرنے والوں کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ وہ یہ غور کرلیں کہ جس سال وہ واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کو بیان کررہے ہیں اس سال اس صحابی کی ولادت بھی ہوچکی تھی کہ نہیں جس کی طرف وہ واقعہ منسوب کررہے ہیں" ۔اس کے آگے انہوں نے اس کی تردید میں مختلف علماء کی آراء قلمبند کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:" قصہ غرانیق کو بیان کرنے والی روایات کی صرف اسناد ہی ناقابل اعتماد نہیں بلکہ ان روایت کے متن کی بھی یہی حالت ہے ۔ ان روایت کے متن میں اتنا بیّن اضطراب ہے کہ اس اضطراب کی موجودگی میں ان روایات کو کوئی وقعت نہیں دی جاسکتی"[85]۔

قصہ غرانیق سے متعلق دیگر معاصر مسلم علما اور اسکالرز نے اس روایت کی بطلان اور حقیقت واضح کرنے کے لیے گراں قدر علمی کام کیا ہے ۔ تحقیق کےطالب کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ جن میں اردو زبان میں خاص اسی موضوع پر چند تحقیقی مضامین کی فہرست پیش خدمت ہے :

1. واقعہ غرانیق اور بیسویں صدی کے مستشرقین کی تحریرات :ایک تحقیقی جائزہ،ڈاکٹر حافظ عبدالباسط خان،الایضاح شمارہ نمبر 26،جون 2013،ص126-183

2. ڈاکٹر عطاء الرحمان،ڈاکٹر رشاد احمد،واقعہ غرانیق کا علمی،تحقیقی و تنقیدی جائزہ، الایضاح، ج27،دسمبر 2013،

3. غلام شمس الرحمن ،شاہد ڈوگر،قصہ غرانیق عہد وسطی کی مسلم فکر کا تنقیدی مطالعہ،جہات الاسلام ، 2015، ج9،ش1

4. پروفیسر ڈاکٹر محمود اختر ،حفاظت قرآن مجید اور مستشرقین،سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز،پنجاب یونیورسٹی،دار النوادر، اردو بازار لاہور،2018

5. ڈاکٹر سعید الحق جدون، ڈاکٹر ثناء اللہ ،واقعہ غرانیق اور مستشرقین کے تحریرات کے اہداف و محرکات ، ،فہم اسلام 2019، ج2،ش1،

6. ڈاکٹر صباحت افضل،واقعہ غرانیق کی استشراقی تعبیرات،۔۔۔ استشراقی مطالعہ، القلم،2019،ج24،ش 2

7. طارق عزیز، ڈاکٹر شہباز منج،منتخب قرآنی کمنٹریز میں قصہ غرانیق کا جائزہ، بیان الحکمہ، 2022، ج8

8. ڈاکٹر ثمینہ سعدیہ ،واقعہ غرانیق:مفسرین اور اہلِ سیرکے نقطۂ نگاہ کا تجز یاتی مطالعہ(مستشرقین کے اعتراضات کے تناظر میں)، الوفاق،جنوری2022، ج 5،شمارہ2،ص100-110

نتیجہ بحث:

ولہاوزن کا اعتراض تاریخی اور نظریاتی طور پر کمزور اور بے بنیاد ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت اصولوں کی جنگ میں کسی مصلحت کو جگہ نہیں دیتی، اور قصہ غرانیق کی حقیقت کو رد کرنا آپ ﷺ کی ثابت قدمی اور سچائی کا مظہر ہے۔ نبی ﷺ کسی بھی صورت شرک پر سمجھوتہ نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ قرآن اسے "ظلم عظیم" قرار دیتا ہے۔یہ روایت نہ صرف قرآن کی تعلیمات، نبی ﷺ کی عصمت، اور اسلامی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ اس میں متعدد تضادات بھی موجود ہیں۔ قرآن اور عقلی دلائل کی روشنی میں یہ واقعہ مکمل طور پر باطل ثابت ہوتا ہے۔ ولہاوزن کا اعتراض نہ صرف تاریخی حقائق سے متصادم ہے بلکہ نبی ﷺ کی حکمت و استقامت کے بھی خلاف ہے۔مستند اسلامی تاریخ اور علما کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں۔ بعض علما نے اسے نظرانداز کیا، جبکہ دیگر نے دلائل سے اس کی تردید کی۔ "شیطانی الہام" کا تصور محض استشراقی تعصب کا نتیجہ ہے، جس کا مقصد اسلامی عقائد کو مشکوک بنانا ہے، لیکن نبی ﷺ کی سیرت اور تاریخی شواہد میں اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

نبی ﷺ نے حکمت عملی کے تحت بعض مفاہمتیں کیں، جیسے صلح حدیبیہ، مگر یہ ہمیشہ اسلامی اصولوں کے مطابق تھیں اور دین کے فروغ کا ذریعہ بنیں، نہ کہ کسی غیر اسلامی عقیدے کو تسلیم کرنے کا۔ مستشرقین کا اس روایت کو اپنے مفروضات کے تحت پیش کرنا ان کے تعصبات کو بے نقاب کرتا ہے، کیونکہ اسلامی تاریخ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ولہاوزن کا اعتراض تاریخی اور نظریاتی طور پر کمزور اور بے بنیاد ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت ایک ایسی روشن مثال ہے جو اصولوں کی جنگ میں کسی بھی ذاتی یا وقتی مصلحت کو جگہ نہیں دیتی۔ واقعہ غرانیق کی حقیقت کو رد کر کے، نبی ﷺ کی ثابت قدمی اور عاجزی کو ان کے مشن کی سچائی کا ایک مظہر قرار دیا جا سکتا ہے۔ نبی کریم قومی مصلحت کی وجہ سے شرک پر سمجھوتہ کیسے کرسکتے تھے(نعوذ باللہ)، جسے قرآن میں ظلم عظیم کہا گیا ہے اور اس کے ناقابل معافی ہونے کا بیان ہے۔ واقعہ غرانیق کی روایات قرآن کی تعلیمات، نبی ﷺ کی عصمت، اور اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہیں۔ان روایات میں متن اور سیاق

کے متعدد تضادات موجود ہیں، جو ان کے ناقابل قبول ہونے کی دلیل ہیں۔قرآن کے واضح پیغام اور عقلی دلائل کی روشنی میں یہ واقعہ مکمل طور پر باطل قرار پاتا ہے۔

References

[1] Julius Wellhausen, *Mohammedanism*, 9th edition, Encyclopedia Britannica, pp. .606-545

[2] Julius Wellhausen, *Mohammedanism*, Encyclopedia Britannica, p. 549.

[3] William Muir, *The Life of Mahomet*, Smith, Elder & Co., 15 Waterloo Place, London, 1878, p. 88.

[4] Tor Julius Efraim Andræ, *Title not provided in detail.*

[5] Tor Andrea, *Mohammad the Man of His Faith*, translated by TheoPhil Menzel, George Allen and Unwin Ltd., 1936, pp. 23, 164.

[6] Gustave E. von Grunebaum, *Islam and Medieval Hellenism*: *Social and Cultural Perspectives*, *Islam*: *Experience of the Holy and Concept of Man*, *Classical Islam*.

[7] Gustave E. von Grunebaum, *Classical Islam*, translated by Katherine Watson, London, 1970, p. 31.

[8] Montgomery Watt, *Muhammad at Macca*, Oxford University Press, London, 1953, pp. .109-103

[9] Montgomery Watt, *Muhammad*: *Prophet and Statesman*, Oxford University Press, London, 2002, p. 61.

[10] Stanley Lane-Poole, *The Mohammedan Dynasties*, 1894, London, (See also Lane's Selection From the Kuran, 1879).

[11] William Stanley Lane Poole, *Selections from The Kuran*, edited by Edward Lane, London, 1882, p. XLIX.

[12] Ibn Sa'd, *At-Tabaqat al-Kubra*, Volume 1, p. 160.

[13] Ibn Hajar, *Tahdhib al-Tahdhib*, vol. 3, p. 416; Al-Mizzi, *Tahdhib al-Kamal fi Asma' al-Rijal*, vol. 23, p. 402, No. 4806.

[14] Ibn Hajar, *Tahdhib al-Tahdhib*, vol. 3, p. 281, No. 1379; Al-Mizzi, *Tahdhib al-Kamal fi Asma' al-Rijal*, vol. 6, p. 352, No. 1295.

[15] Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, vol. 17, p. 173, No. 169; Ibn Hajar, *Tahdhib al-Tahdhib*, vol. 1, p. 360.

[16] Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, vol. 6, p. 409, No. 969.

[17] Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, vol. 7, p. 435, No. 165.

[18] Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, vol. 5, pp. ,67-65 No. 23.

[19] Ibn Hajar, *Tahdhib al-Tahdhib*, vol. 3, p. 681; Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, vol. 5, p. 414, No. 638.

[20] Qur'an, *Surah An-Najm*, .2-1

[21] Qur'an, *Surah An-Najm*, .20-19

[22] Qur'an, *Surah Al-Isra* (*Bani Israil*), .75-73

[23] Qur'an, *Surah Al-Hajj*, 52.

[24] At-Tabari, *Tafsir*, *Surah Al-Hajj*, 52.

[25] Ibn Hajar Al-Asqalani, *Tahdhib al-Tahdhib*, vol. 3, p. 656; Al-Dhahabi, *Mizan al-I'tidal*, vol. 3, p. 662, No. 7993.

[26] Ibn Hajar Al-Asqalani, *Tahdhib al-Tahdhib*, vol. 3, p. 656; Al-Dhahabi, *Mizan al-I'tidal*, vol. 3, p. 662, No. 7993.

[27] Ibn Hajar, *Tahdhib al-Tahdhib*, 3/4, 16; Al-Mizzi, *Tahdhib al-Kamal fi Asma' al-Rijal*, 23/402, No. 4806.

[28] Ibn Hajar, *Tahdhib al-Tahdhib*, (3/281), No. 1379; Al-Mizzi, *Tahdhib al-Kamal fi Asma' al-Rijal*, (6/352), No. 1295.

[29] Muqaddimah Ibn al-Salah, ed. Al-Faḥl & Al-Humaym, pp. ;161-156 Al-Nawawi, *Al-Taqrib wa Al-Taysir*, p. 39.

[30] Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, vol. 17, p. 173, No. 169.

[31] ibid, vol. 6, p. 409, No. 969.

[32] ibid, vol. 7, p. 435, No. 165.

[33] Muqaddimah Ibn al-Salah, *Ma'rifah Anwa' 'Ulum al-Hadith*, p. 51; Mahmoud Al-Tahhan, *Taysir Mustalah al-Hadith*, p. 87.

[34] Ibn al-Jawzi, *Gharib al-Hadith*, vol. 2, p. 155; Ibn Manzur, *Lisan al-Arab*, vol. 10, p. 286.

[35] Ibn al-Athir, *Al-Nihayah fi Gharib al-Hadith wa al-Athar*, (3/364).

[36] Muhammad Abu Shahbah, *Al-Sirah al-Nabawiyyah fi Daw' al-Qur'an wa al-Sunnah*, (1/367).

[37] Tarikh al-Tabari, vol. 1, p. xxx.

[38] Surah Al-Hijr: 9.

[39] Surah Al-Qiyamah: .19-16

[40] Surah Fussilat: 42.

[41] Surah An-Najm: .4-3

[42] Surah Yunus: 15.

[43] Surah Al-A'la: 6.

[44] Surah Al-Haqqah: .46-44

[45] Surah Bani Isra'il (Al-Isra): 74.

[46] Abul A'la Maududi, *Tafsir Tafheem-ul-Quran*, Surah Al-Hajj: 52; Hafiz Salahuddin Yusuf, *Tafsir Ahsan-ul-Bayan*, Surah Al-Hajj: 52; Maulana Abul Kalam Azad, *Bayan-ul-Quran*, Surah Al-Hajj: 52.

[47] Ibn Hisham, Abu Muhammad Abdul Malik bin Hisham bin Ayyub (d. 213 AH), *Al-Sirah al-Nabawiyyah* (Seerat Ibn Hisham), ed. Mustafa Al-Saqqa, Ibrahim Al-Abyari, Abdul Hafiz Shalabi, Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Egypt, 1375 AH / 1955 CE, vol. 1, p. 293.

[48] Surah Al-Kafirun: .6-1

[49] Seerat Ibn Hisham, vol. 1, p. 362.

[50] ibid, vol. 1, p. 266.

[51] ibid, vol. 2, pp. .318-317

[52] Surah Al-Ma'idah: 67.

[53] Surah Al-Hajj: 52.

[54] Tafsir Ibn Kathir, Surah Al-Hajj: 52.

[55] Al-Alusi (d. 1270 AH), Abu al-Fadl Shihab al-Din Sayyid Mahmoud, *Ruh al-Ma'ani fi Tafsir al-Qur'an al-'Azim wa al-Sab' al-Mathani* (Ruh al-Ma'ani), Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1415 AH / 1994 CE, Surah Al-Hajj: 52.

[56] Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail bin Ibrahim, *Al-Jami' al-Sahih* (*Sahih al-Bukhari*), Al-Sultaniyyah, Al-Kubra Al-Amiriyyah, Bulaq, Egypt, 1311 AH, Bab al-Tafsir, Surah An-Najm, Hadith No. 4862.

[57] Muslim, Abu Al-Husayn Muslim bin Al-Hajjaj Al-Qushayri (d. 261 AH), *Al-Jami' Al-Sahih* (*Sahih Muslim*), edited by Muhammad Fu'ad Abdul Baqi, Isa Al-Babi Al-Halabi Press, Cairo, 1374 AH / 1955 CE.

[58] Abu Dawood, Sulayman bin Al-Ash'ath Al-Sijistani (d. 275 AH), *Al-Sunan*, edited by Shu'ayb Al-Arna'ut, Dar al-Risalah Al-Alamiyyah, 1430 AH / 2009 CE, vol. 2, p. 550, Hadith No. 1406.

[59] Sunan al-Tirmidhi, by Abu Isa Muhammad bin Isa bin Sawrah (d. 279 AH), *Sunan al-Tirmidhi*, edited and commented on by Ahmad Muhammad Shakir, Maktabah wa Matba'ah Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Egypt, 1395 AH / 1975 CE, vol. 2, p. 464, Hadith No. 575.

[60] Ibn Khuzaymah, Abu Bakr Muhammad bin Ishaq (d. 311 AH), *Sahih Ibn Khuzaymah*, edited and commented on by Muhammad Mustafa Al-A'zami (d. 1439 AH), Al-Maktab Al-Islami, Beirut, vol. 1, p. 278.

[61] Seerat Ibn Hisham, vol. 1, p. 403.

[62] Al-Zarkali, *Al-A'lam*, (6/29).

[63] Fakhr al-Din al-Razi, Abu Abdullah Muhammad bin Umar, *Mafatih al-Ghayb* (*Tafsir al-Kabir*), Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1420 AH / 2000 CE, Surah Al-Hajj: 52.

[64] Al-Dhahabi, *Tadhkirat al-Huffaz*, (3/227), Entry No. 1016.

[65] Ibn Hazm (d. 456 AH), Abu Muhammad Ali bin Ahmad Al-Andalusi, *Al-Fasl fi al-Milal wa al-Ahwa' wa al-Nihal*, Maktabah Al-Khanji, Cairo, vol. 4, p. 18.

[66] Al-Dhahabi, *Siyar A'lam al-Nubala'*, (13/363), No. 4177.

[67] Abu Hayyan Al-Andalusi, Muhammad bin Yusuf, *Tafsir Al-Bahr Al-Muhit*, Dar Al-Fikr, Beirut, 1420 AH / 2000 CE, vol. 7, p. 526, Surah Al-Hajj: 52.

[68] Al-Dhahabi, *Tadhkirat al-Huffaz*, (4/61), No. 1081.

[69] Ibn al-'Arabi (d. 543 AH), Abu Bakr Muhammad bin Abdullah, Qadi, *Ahkam al-Qur'an*, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1424 AH / 2003 CE, vol. 3, pp. .307-303

[70] Al-Dhahabi, *Tadhkirat al-Huffaz*, (4/67), Entry No. 1083.

[71] Qadi Iyad (d. 544 AH), Abu al-Fadl Iyad bin Musa, *Al-Shifa bi Ta'rif Huquq al-Mustafa* (*Al-Shifa*), Dar Al-Fikr, Beirut, 1409 AH / 1988 CE, vol. 2, pp. .127-125

[72] Ibn al-Jawzi (d. 597 AH), Abu al-Faraj Abd al-Rahman bin Ali, *Zad al-Masir fi 'Ilm al-Tafsir*, ed: Abdul Razzaq al-Mahdi, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, 1422 AH / 2002 CE, vol. 3, p. 245.

[73] Fakhr al-Din al-Razi, *Tafsir al-Kabir*, Surah Al-Hajj: 52.

[74] Al-Zarkali, *Al-A'lam*, vol. 5, p. 322.

[75] Al-Qurtubi (d. 671 AH), Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad Al-Ansari, *Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an* (*Tafsir Al-Qurtubi*), ed: Ahmad Al-Bardouni and Ibrahim Atfayish, Dar Al-Kutub Al-Misriyyah, Cairo, 1384 AH / 1964 CE, vol. 12, pp. .86-79

[76] Al-Nawawi (d. 676 AH), Abu Zakariya Muhyiddin Yahya bin Sharaf, *Al-Minhaj Sharh Sahih Muslim bin Al-Hajjaj*, Dar Ihya Al-Turath Al-Arabi, Beirut, 1392 AH / 1972 CE, vol. 5, p. 75.

[77] Al-Nasafi (d. 710 AH), Abu al-Barakat Abdullah bin Ahmad bin Mahmoud, *Madarik al-Tanzil wa Haqaiq al-Ta'wil* (*Tafsir al-Nasafi*), Dar al-Kalim al-Tayyib, Beirut, 1419 AH / 1998 CE, Surah Al-Hajj: 52.

[78] Ibn Kathir (d. 774 AH), Abu al-Fida Ismail bin Umar bin Kathir Al-Qurashi, *Al-Bidayah wa Al-Nihayah*, Matba'at Al-Sa'adah, Cairo, 1407 AH / 1986 CE, vol. 2, p. 56.

[79] Al-Zarkali, *Al-A'lam*, vol. 15, p. 427.

[80] Al-Alusi, *Tafsir Ruh al-Ma'ani*, Surah Al-Hajj: 52.

[81] Maulana Abdul Majid Daryabadi, *Tafsir Majidi*, Majlis Nashriyat-e-Quran, Karachi, Tafsir of Surah An-Najm: .22-20

[82] Syed Abul A'la Maududi, *Tafhim al-Qur'an*, Idarah Tarjuman al-Qur'an, Lahore, Tafsir of Surah Al-Hajj: 52, vol. 3, p. 240.

[83] Al-Ghazali, Muhammad (d. 1416 AH), *Fiqh al-Seerah*, Dar al-Qalam, Damascus, 1427 AH / 2006 CE, p. 119.

[84] Al-Allama Albani (d. 1420 AH), Abu Abdurrahman Muhammad Nasir al-Din bin al-Hajj Nuh, *Nusb al-Majanīq li-Nasf Qissat al-Gharaniq*, Al-Maktab al-Islami, 1417 AH / 1996 CE, 72 pages.

[85] Al-Azhari, Pir Karam Shah, *Zia al-Nabi*, Zia al-Qur'an Publications, 1399 AH / 1979 CE, vol. 6, pp. .626-623